Urdu afsana nigari mein Ismat chughtai ka maqam

B.A Urdu (Hons) Part-iii Paper-vii

Lecture-3

''بچھو پھوپھی'' میں بادشاہی بیگم کا شوہر ایک مہترانی سے تعلق قائم کرلیتا ہے تو ردعمل کے طور پر بھری جوانی میں شوہر سے کنارہ کشی اختیار لیتی ہے۔ احتجاج اور بغاوت کی یہ عمدہ مثال ہے۔ عصمت کی تمام زندگی حق کے لئے لڑائی لڑتے ہوئے گذری۔ بچپن سے ہی احتجاج کی آواز بلند کرنے والی عصمت نے کبھی ہار نہیں مانی۔ بچھو پھوپھی کا کردار تو سراپا احتجاج ہے۔ وہ اپنے شوہر جس سے کنارہ کشی اختیار کرلیتی ہے مرحوم یا مرنے والا کہہ کر مخاطب کرتی ہے۔ سماج سے زیادہ وہ خود کو تکالیف دیتی ہے مگر خود کو حالات کے حوالے نہیں کرتی۔

ایک اہم افسانہ ''چوتھی کا جوڑا''۔ اس میں نچلے مسلم گھرانوں کی داخلی تصویر ہے جہاں تنگدستی کی بنا جوان بیٹی کا کوئی ارمان پورا نہیں ہوتا ہے۔ اس کہانی کا کردار کبریا اپنی ڈھلتی جوانی کے ساتھ گھر کی چار دیواری کے اندر اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹ کر اجینے کا سلیقہ سیکھ گئی تھی۔ لیکن شادی اس لئے کرنا چاہتی تھی کہ اس کی ماں کا بوجھ ہلکا ہو۔ وہ تنگدستی، غربت اور وقت پر علاج نہ ہونے کے سبب دق کے جان لیوا عارضے میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ کبری کے کردار کا مکمل تعارف اسکی چھوٹی بہن حمیدہ کچھ اس انداز سے کرواتی ہے۔ ''کیا میری آپا مرد کی بھوکی ہے؟ نہیں وہ بھوک کے احساس سے پہلے سہم چکی ہے۔ مرد کا تصور اس کے ذہن میں ایک امنگ بن کر نہیں ابھرا بلکہ روٹی کپڑے کا سوال بن کر ابھرا۔''

حمیدہ کی ہی زبانی عصمت نے اس ذہنیت پر چوٹ کی ہے۔

'سوئٹر دیکھ کر راحت نے اپنی ایک ابرو شرارت سے اوپر تان کر کہا'' کیا یہ سوئٹر آپ نے بنا ہے''

''نہیں تو'' '' تو بھئی ہم نہیں پہنیں گے''

'' میرا جی چاہا کہ اس کا منہ نوچ لوں۔ کمینے مٹی کے تورے، یہ سوئٹر ان ہاتھوں نے بنا ہے جو جیتے جو گتے غلام ہیں۔ اس کے ایک ایک پھندے میں کسی نصیبوں جلی کے ارمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں۔ یہ ان ہاتھوں کا بنا ہوا ہے جو پنگوڑے جھلانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان کو تھام لو گدھے کہیں کے اور یہ دو پتوار بڑے سے بڑے طوفان کے تھپیڑوں سے تمہاری زندگی کی ناؤ کو بچا کر پار لگا دیں گے۔ یہ ستار نا بجا سکیں گے۔ منی پور اور بھارت ناٹیم نا دکھا سکیں گے۔ انہیں پیانوں پر رقص کرنا نہیں سکھایا گیا۔ انہیں پھولوں سے کھیلنا نصیب نہیں ہوا۔ مگر یہ ہاتھ تمھارے جسم پر چربی چڑھانے کے لئے صبح سے شام تک سلائی کرتے ہیں۔ صابن اور سوڈے میں ڈبکیاں لگاتے ہیں۔ چولہے کی آنچ سہتے ہیں۔ تمہاری غلاظتیں دھوتے ہیں تا کہ تم اجلے چٹے بگلا بھگتی کا ڈھونگ رچائے رہو۔ محنت نے ان میں زخم ڈال دئے ہیں۔ ان میں کبھی چوڑیاں نہیں کھنکیں۔ انہیں کبھی کسی نے پیار سے نہیں تھاما''۔

''گیندا'' بھی ایک غریب بیوہ کی کہانی ہے جو ایک شریف گھرانے کی ناجائز اولاد پیدا کرتی ہے تو متوسط طبقے کا سماج اسے بے عزت کرتا ہے لیکن مرد پر کوئی تنقید نہیں کرتا، عصمت کی بے چینی اس وقت احتجاج کا روپ دھارن کر لیتا ہے جب سماج کی ساری نفرت اس غریب کے حصے میں آتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

''اے ہے وہ تو مارے ڈالتا تھا، بڑی آفتیں اٹھیں''۔'' میں نے فوراً اسے دہلی چلتا کیا۔ پڑھنے والا بچہ! یہ نیچ ذات کمینیاں شریفوں کو یوں ہی۔

''گھر والی'' کی لاجو کا مرزا جیسے نام نہاد شرفاء ہمیشہ اس کا استحصال کرنے کا موقع ڈونڈھتے رہتے ہیں۔'' ننھی کی نانی'' غریبی اور بے کسی کی ماری ہوئی عورت کی کہانی ہے۔ یہاں صرف ننھی کی نانی ہی مظلوم نہیں ہے بلکہ ننھی جسکی عمر صرف آٹھ یا دس سال ہے بوڑھے ڈپٹی صاحب کے جنسی استحصال کا شکار ہوتی ہے۔

ہمیں عصمت کی تحریریں دعوت فکر دیتی ہیں کہ کچھ عرصے اپنے نام کے آگے شاہد لطیف لکھنے کے بعد اچانک کیوں کاٹ دیا۔ عظیم بیگ چغتائی پر'' دوزخی'' والا مضمون کیوں تحریر کیا۔ اس نے لحاف جیسی کہانی

کیوں لکھی اور بچپن میں احتجاجا کئی روز تک بھوک ہڑتال کیوں کی۔ وہیں دوسری طرف محمد حسن کے خیالات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی تحریروں کی قدر و قیمت ایک دوسرے زاویے سے متعین کی جاسکتی ہے۔ یہ درست ہے کہ مزاحمت اور احتجاج کے بطن سے ہی ادب جنم لیتا ہے مگر احتجاج اور مزاحمت کی لے اتنی اونچی نہ ہو کہ گوش ادب پر گراں گذرے۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu, S S College, Jehanabad

Email: imran305@gmail.com

Contact: 9868606178